کی ابتدا حضرت آدمؑ سے ہوئی اور آدمؑ پہلے انسان ہونے کے ساتھ پہلے نبی بھی تھے اس لیے ان کی اولاد میں انہی تعلیمات اور نظریات نے رواج پایا جن کی تبلیغ آدمؑ نے کی یعنی ایک خدا کی پرستش اور بندگی، اس کے احکام بجا لانا اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا وغیرہ۔ سوم یہ کہ پھر آبادی کے بڑھنے اور پھیلنے اور حالات وکوائف کی تبدیلی کے ساتھ ان کے افکار و خیالات بھی متاثر ہوئے اور رفتہ رفتہ ان میں باہم اختلاف کی صورتیں پیدا ہوئیں ان کی زندگیاں مختلف سمتوں کی مسافر بن گئیں، ان میں غلط قسم کے افکار اور خرافات نے بھی جنم لیا، نفسانی خواہشات بھی دامن گیر ہوگئیں، شیطانی وسوسوں نے صراطِ مستقیم سے ہٹانے کی سعی کی، آباؤ اجداد کی محبت اور عظمت کے جذبات نے ان کو خدائی مقام دلایا اور اس طرح ان کے نظامِ زندگی کا محور تبدیل ہوگیا۔ چہارم یہ کہ اس صورتِ حال میں انبیاء و رسل ان کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے پھر ان کی تعلیمات بعض لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوئیں جبکہ دوسرے لوگ اپنی انحراف کی روش پر چلتے رہے، اور انسانی آبادی اسی طرح گروہ در گروہ بٹتی شعوب وقبائل میں پھیلتی چلی گئی آگے چل کر ہر خاندان باہر اکائی قوم کی شکل اختیار کرگئی اور ان کی جداگانہ تہذیبیں وجود میں آگئیں۔ اور روئے زمین پر اصولی طور پر دو تہذیبیں رہ گئیں ایک تو وہ اصل ابتدائی تہذیب جو ہدایت الٰہی پر قائم تھی اور دوسری وہ تہذیب جو اس سے انحراف کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔

ماہرین علم الاقوام کا ایک گروہ بھی اسی نظریہ تاریخ تک پہنچا ہے۔ اس کی تحقیقات یہ ثابت کرتی ہیں کہ ابتدا میں روئے زمین پر ایک ہی تہذیب تھی جو تمام انسانوں کی مشترکہ تہذیب تھی، جس کو اولین تہذیب (Primitive culture) کہا جاتا ہے۔ وہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ اس تہذیب میں صرف ایک خدا کا تصور تھا، اسی کی پرستش ہوتی تھی اور انسان کے افکار و اعمال کا محرک خدا کی مرضی تھی[1] رابرٹ بریفالیٹ اگرچہ اس نقطہ نظر کی ترجمانی کرتا ہے کہ جب خانہ بدوش انسان چراگاہوں کی تلاش میں ایشیا کے بڑے بڑے دریاؤں کی ترائیوں میں پہنچے اور انھیں معلوم ہوا کہ یہاں تھوڑی سی محنت سے فطرت کی فیاضی مویشیوں اور انسانوں کے لیے موسم سرما کی خوراک بافراط مہیا کرسکتی ہے تو انھوں نے آوارہ گردی چھوڑ کر زراعتی زندگی اختیار کرلی اور مستقل مساکن میں آباد ہوگئے گویا سیحون، گنگا، یانگسی، فرات اور نیل کے دریاؤں کی

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ڈاکٹر عمر بیرن کی کتاب، علم الاقوام، مطبوعہ حیدرآباد۔

کیچڑ سے تہذیب پیدا ہوئی[1] مگر وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایشیا اور وادی نیل کی ترائیاں مذہبی جوش وخروش کا مرکز رہی ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ:۔

"اس پرانی اور ابتدائی تہذیب کے کھنڈر کھودنے والوں اور اس کے نقوش کا سراغ لگانے والوں کو پچھلے دنوں عراق کے اونچے اونچے ٹیلوں کی کھدائی سے جو حقائق معلوم ہوئے ہیں اور جنھوں نے ان کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے ان میں سب سے نمایاں حقیقت یہ ہے کہ اس قدیم تہذیب میں تقویٰ اور پارسائی مقتدر اور ہمہ گیر تھی، ہمیں معلوم ہے کہ تمام ابتدائی اور قدیم ثقافتوں میں مذہب اور زندگی متحد تھی"[2]

سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اولین قدیم تہذیب میں اس مذہبی رجحان کا محرک کیا تھا؟ کیا خوف وہراس اور حیرانی و درماندگی یا جہالت اور وحشت؟ قرآن ان میں سے کسی کا قائل نہیں بلکہ وہ اس کا محرک خدا کی محبت کو قرار دیتا ہے جو انسان کی فطرت میں ودلیعت کی گئی ہے (البقرہ۔۱۶۵) اگر انسان کسی خارجی دباؤ یا تعصب سے پاک ہو تو اس کی فطرت خدا کی طرف راغب ہوتی ہے اور وہ خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ڈھونڈتا ہے، خدا سے فطری محبت کی تکمیل اور اس کے مطالبات پر عمل کرانے کے لیے ہر قوم میں انبیاء و رسل بھیجے جاتے ہیں (فاطر۔۲۴) افکار و اعمال میں ہزاروں بگاڑ کے باوجود انبیاء کی تعلیم کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہتا ہے جو خیر کی شکل میں نظر آتا ہے۔

---

[1] رابرٹ بریفالٹ، تشکیل انسانیت، ص۱۲۵ ترجمہ عبدالمجید سالک، لاہور ۱۹۵۸ء [2] ایضاً ص۲۷-۱۲۶